انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا

کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات ∴ عطا کیں تو نے سب میری مرادات
پڑا پیچھے مری جو غولِ بدذات ∴ پڑی آخر خود اس موذی پہ آفات
(مسیح موعود)

فیصلہ خدائی

بر

مسلماتِ ثنائی

مصنفہ

مکرم محترم جناب میر قاسم علی صاحب شیر اسلام اڈیٹر فاروق قادیان

باہتمام

محمد یامین تاجر کتب قادیان ضلع گورداسپور

قیمت ۲ پیسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دعوت مباہلہ پر ثناء اللہ کا انکار

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۶ء میں بذریعہ انجام آتھم صفحہ ۶۵ بشمول تمام دیگر علماء و سجادہ نشینان مباہلہ کی دعوت دی مگر مولوی صاحب نے اس سے پہلو تہی کی۔ پھر ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۵ میں امرتسری ثناء اللہ کو عبداللہ آتھم کی پیشگوئی پر قسم کھا کر تکذیب کرنے کے لیے کہا تو اس پر بھی آپ آمادہ نہ ہوئے۔ پھر اعجاز احمدی صفحہ ۱۲ میں آپ کو مباہلہ کیلئے بلایا تو اس سے آپ نے منہ چھپایا (دیکھو الہامات مرزا صفحہ ۲۵) پھر کرمی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مدظلہ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کرنے کیواسطے لکھا۔ تو اس سے بھی آپ نے گریز کیا (دیکھو کھلی چٹھی مطبوعہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۸) پھر بابو علی احمد صاحب (ایک غیر احمدی کلرک، ساکن میانمیر) نے لکھا کہ "مرزا جی سے آپ ضرور مباہلہ کر کے گھر تک پہنچا ہیں" تو اس کو بھی انکار ہی جواب دیا۔ (دیکھو اہلحدیث مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

پھر حافظ عبد القدوس سہارنپوری ایک اور غیر احمدی نے آپ کو لکھا۔ کہ قرآن شریف سے صاف ثابت ہے کہ آپ مرزا صاحب سے مباہلہ کریں اسکو بھی آپ نے حیلہ بہانہ سے ٹال دیا (دیکھو اہلحدیث مورخہ ۲۲ جون سنہ [illegible])۔

پھر ایڈیٹر صاحب الحکم علماء اللہ نے آپ کو حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل

قسم کھانے کی دعوت دی۔ تب بھی آپ نے رُوگردانی کی (دیکھو اہلحدیث مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء)۔

پھر بذریعہ اخبار بدر مباہلہ کرنے کے لیئے آپ کو کہا گیا۔ تو اس وقت بھی شیر پنجاب نے راہ فرار لیا (دیکھو اہلحدیث مورخہ ۱۹-اپریل ۱۹۰۷ء)

پھر ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار مباہلہ چاہا تو امرتسری نے مرزا صاحب کے طریق پیشکردہ سے تو سخت انکار کر کے مباہلہ نہ کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دُعاء

مگر فیصلہ کے لیئے ایک مسلمہ طریق تبلادیا۔ جس کو اختصاراً ہم بتاتے ہیں۔ جو اس طرح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے امرتسری فاضل معروف شیر پنجاب کے متواتر مباہلہ سے فرار دیکھ دیکھ کر یہ تجویز سوچی کہ آپ ہی خدا تعالےٰ کے حضور اس امرتسری مغرور کو لے جا کر فیصلہ کرایا جائے۔ خود تو یہ حاکم حقیقی کی عدالت میں پیش ہوتا نہیں۔ میں اس پر استغاثہ دائر کردوں۔ پھر تو حاضر عدالت ہو کر جواب دہی کرے گا۔ اور کوئی جواب دعویٰ دے گا تو پھر ایسا فیصلہ صادر ہوگا۔ جو نا قابل اپیل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ ہر دو پر حقیقی اور الزامی حجت۔ یہ سوچ کر حضرت مرزا صاحب نے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنا استغاثہ (عرضی دعویٰ) خدا تعالےٰ کی عدالت میں پیش کر کے یہ درخواست کی کہ اے مالک حقیقی میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور

ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔"

اور اس درخواست کے ساتھ یہ خواہش اور تمنا کی کہ اے مولا

"جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق

کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔"

اور اس درخواست کے ساتھ ہی یہ دعا مباہلہ بھی کر دی کہ

"اے علیم و خبیر و قدیر مالک خدا اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونے کا

محض میرے نفس کا افترا ہے۔ تو میں عاجزی سے تیری جناب

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور اگر

مولوی ثناء اللہ حق پر نہیں تو میری زندگی میں ان کو نابود کر مگر نہ انسانی

ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔"

حق و باطل میں امتیاز

اے وہ لوگو! جو خدا پر ایمان رکھتے اور مرنے کے دن سے ڈرتے ہو

خواہ تم کسی مذہب کے ہو۔ اپنی زندہ ضمیر اور کانشنس سے پوچھ کر بتاؤ

کہ مرزا صاحب تو (جن کو مولوی ثناء اللہ جھوٹا۔ دجال۔ مکار خدا پر جھوٹ

باندھنے والا کہتا ہے) اپنے جھوٹے دعوی کا فیصلہ بار بار اسی حاکم سے

کرانا چاہتے ہیں۔ جو بقول امرتسری فاضل مرزا صاحب کا دشمن اور

سخت مخالف ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا دعوی محض جھوٹا ہے

اور ثناء اللہ کا بالکل سچا۔ مگر ثناء اللہ جو خدا کا پیارا بندہ اور اسکے

ہے مرزا صاحب کی مکاریوں سے دنیا کو بچائے اور لوگوں کو ایک

ایک دشمن خدا و رسول کی طرف جانے سے روکنے کی ڈیوٹی بجا لا رہا ہو ہر دفعہ ہی اس حاکم مالک الملک کے سامنے آنے سے لرزتا ہے۔ حالانکہ اس کی اس خدمت سے جو عین اُس حاکم کی خوشنودی مزاج کا باعث ہے۔ وہ حاکم اس سے بہت ہی راضی ہے۔ ایسی صورت میں تو اس خدائی فوجدار کو بلا تامل فوراً سے بھی پیشتر اس حاکم حقیقی کے دربار میں جانا۔ بلکہ خود ہی مرزا صاحب کو پکڑ کر لے جانا چاہیئے تھا۔ مگر معاملہ برعکس ہے۔ کہ جس کو مفتری علے اللہ اور خدا کا دشمن بتایا جاتا ہے۔ وہ تو دوڑ دوڑ کر خدا کے سامنے اس افتراء کے مقدمہ کو لے جانا چاہتا ہے۔ مگر خدا کا منظور نظر وہاں جانے سے دم چراتا اور دس قدم پیچھے ہٹا جاتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ امرتسری سپہ سالار ایسے شخص کی جس کو (بقول امرتسری) نہ خدا پر ایمان نہ اسلام سے کام تھا۔ خود ہی خدا کے حضور رپوٹ کر کے سزا دہی کی سعی کرتا۔ نہ کہ الٹا وہ (مزعومی) دشمن خود اس کو کھینچتا ہے۔ کہ کسی طرح خدا کے سامنے چل کر تو دیکھے۔ تاکہ اسکو معلوم ہو جائے۔ کہ کون کاذب ہے۔ اور کون صادق؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ امرتسری کا ہر مرتبہ خدا کے حضور جانے سے انکار کرنا اسکے جھوٹا ہونیکی بیّن دلیل ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا بار بار اس کو الٰہی عدالت میں کھینچنا مرزا صاحب کے صادق ہونیکا بدیہی ثبوت ہے۔ اور خاصکر اب جبکہ مرزا صاحب نے خود ہی اس عدالت میں یہ استغاثہ دائر کر دیا ہے کہ جس عدالت میں مولوی ثناء اللہ کو کرسی ملتی تھی

مولوی ثناء اللہ کو دوڑ کر پہنچ جانا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ اس کاغذی شیر پنجاب نے آخری دفعہ بھی اصالۃً حاضری عدالت سے تو انکار کردیا۔ البتہ وکالتاً ایسا جواب دعویٰ اپنے وکیل (اہلحدیث وطن و مرقع) کے ذریعہ پیش کیا جس سے عدالت کو وہ فیصلہ صادر کرنیکا موقعہ مل گیا جو مدعی اور مدعا علیہ دونوں پر حجت ہو۔ اور وہ جواب دعویٰ جس کا نام لینے سے بھی امرتسری کی روح پرواز کرجاتی ہے اور اسلیئے اس کا کبھی اظہار نہیں کرتا۔ یہ ہے۔ امرتسری مرزا صاحب کو لکھتا ہے کہ

امرتسری فاضل کا جواب دعوٰی

(۱) میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مرگیا تو میرے مرنیسے لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ قصوری علیگڑھی۔ امریکن۔ ڈوئی۔ بقول آپ کے اسی طرح مر گئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے۔؟

۲۔ "کوئی ایسی نشانی دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں مرگئے۔ تو کیا دیکھیں گے"

۳۔ آج کل طاعون سے مرجانا کوئی بڑی بات ہے ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ مُردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ سے موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے" اس لیئے

۴۔ تمہاری یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مُسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دُعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے؟" اور نیز

(۵)۔ آپ اس دعوٰی میں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی، قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مُہلت ملتی ہے۔ خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز مفسد۔ اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وُہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں؟ کیا

۶۔ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت فداہ روحی کا انتقال ہوا۔ اور وُہ زندہ رہا۔ آنحضرت علیہ السلام باوجود سچے نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔ بھلا

(۷) کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بُلایا ہے۔ بتلاؤ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو؟ بس

۸۔ مختصر یہ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے؟ (وطن و اہلحدیث ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء ومرقع قادیانی)

قانونِ الٰہی کے مطابق فیصلہ

حضرت مرزا صاحب نے جو اپنے استغاثہ کے آخر میں امرتسری
سے یہ التماس کی تھی۔ کہ " بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے
کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اسکے
نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" اس التماس کے مطابق
امرتسری (مدعا علیہ) نے مندرجہ بالا جواب استغاثہ کی پشت پر
لکھ دیا۔ جس میں شیر پنجاب نے حضرت مرزا صاحب کے تمام استغاثہ
سے صریح انکار کر کے طریق فیصلہ پیشکردہ مدعی کو بالکل ہی بدل دیا
اگر اس طریق فیصلہ کو امرتسری فاضل قبول کر لیتا تو مباہلہ ہو جاتا جیسا
کہ وہ خود اقراری ہے کہ " میں نے مرزا کے مقابلہ میں بددعا نہیں کی
اسلیئے میں نے اسکے مباہلہ ہونے سے انکار کیا تھا۔" (مرقع اکتوبر
۱۹۰۷ء ص۲۴) اور اس کا بھی امرتسری اہلحدیث کو اقرار ہے۔ کہ
" قادیانی نے ۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے حقالہ مباہلہ کا اشتہار شایع کیا
تھا۔" (مرقع جون ۱۹۰۸ء ص۱۸) پس یہ امر تو امرتسری کے بیان سے
ہی ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے مباہلہ کے لیئے یہ اشتہار دیا تھا۔ اگر امرتسری
منظور کر لیتا۔ تو مباہلہ ہو جاتا۔ اسنے منظور نہیں کیا۔ اسلیئے مباہلہ نہ ہوا۔
پس جبکہ مباہلہ نہ ہوا۔ تو مدعی کے استغاثہ میں جو دعا مباہلہ تھی۔ وہ تو
مدعا علیہ کے اس جواب ہی سے کہ۔ " یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔
اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔" بالکل منسوخ ہو گئی۔ اور اس
قابل ہی نہ رہی۔ کہ وہ معرض بحث میں آوے۔ یا اس سے کسی قسم کا
بھی کوئی فریق استدلال کرے۔ مگر استغاثہ میں چونکہ اصل درخواست

مدعی کی یہ تھی۔ کہ اے حاکم حقیقی" مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما"
اور مقدمہ دائر عدالت ہو چکا تھا۔ عدالت نے اس کا ضرور فیصلہ کرنا تھا۔
اور فیصلہ بھی وُہ کرنا تھا۔ جو فریقین پر حجت ہو سکے۔ مگر (مدعی) مرزا صاحب
کا فیصلہ تو امر تسری مدعا علیہ کو منظور ہی نہ تھا۔ نہ اس کو وہ "کسی صورت
میں فیصلہ کُن قرار دیتا تھا۔ یعنی مدعی تو کہتا تھا۔ کہ جھوٹا مدعی نبوت
جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ لمبی عمر نہیں پاتا۔ اسکے خلاف مدعا علیہ کہتا تھا کہ
نہیں۔ کہ نہیں جھوٹے کو مہلت اور لمبی عمر ملتی ہے۔ پھر مدعی کہتا تھا
کہ مدعا علیہ اگر طاعون سے مر جائے۔ تو وُہ جھوٹا ہوگا۔ مگر مدعا علیہ
کہتا تھا۔ کہ نہیں طاعون سے مرنیوالا تو شہید ہوتا ہے۔ نہ کہ کاذب
پھر مدعی کہتا تھا۔ کہ مدعا علیہ کا میری زندگی میں مرجانا میری صداقت
کا ثبوت ہوگا۔ تو مدعا علیہ کہتا تھا۔ کہ نہیں مسیلمہ کذاب کی زندگی میں
محمدؐ صلعم کا فوت ہو جانا مسیلمہ کی صداقت کا ثبوت نہیں تھا
غرض مدعی کے تمام طریق فیصلہ کو خلاف قرآن و حدیث ونظائر
و منہاج نبوت بنا کر مدعا علیہ نے ایسا مشتبہ کر دیا۔ کہ اگر مدعی
کے پیشکردہ طریق پر اب فیصلہ ہو۔ تو فریقین میں سے کسی پر بھی
حجت نہ ہو سکے۔ یعنے اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے مجوزہ طریق پر فیصلہ
ہوتا۔ تو ثنائی پارٹی پر خصوصاً اور عوام الناس پر عموماً وہ حجت نہ تھا
کیونکہ فریق ثانی نے پہلے ہی سب بندش بندی کر دی تھی اس خوف
سے کہ اگر میں مر بھی جاؤں۔ تو مدعی میری موت سے اپنی صداقت
کا ثبوت کسی پر بھی نہ پیش کر سکے۔ اور اگر پیش کرے تو

لوگ میرا جواب دعویٰ دکھا کر الزام سے بری ہو جائیں اور کہدیں کہ مرنے والا تو ان سب باتوں سے پہلے ہی انکار کر چکا تھا - پھر ہم پر اس کی طاعونی موت سے جو شہادت کا درجہ رکھتی ہے - کیونکر الزام قایم ہو سکتا ہے - اور قادیانی مدعی اگر زندہ رہا ہے - تو قرآنی آیات کے مطابق اس کو مہلت ملی ہے - اور امرتسری مدعا علیہ اگر مر گیا ہے - تو محمد صلعم کا متبع ہوا - نہ کہ جھوٹا اور زندہ رہنے والا مسیلمہ ثانی ٹھہرا نہ کہ سچا تو بتاؤ کہ ایسی صورت میں مرزا صاحب کا پیشکردہ طریق فیصلہ جو صرف مرزا صاحب ہی کو مسلّم تھا اور امرتسری کو غیر مسلّم - امرتسری کے ہمخیالوں کے لیئے کیونکر حجت ہو سکتا تھا -

ثناءاللہ اور اسکے ہمخیالوں پر اتمام حجت

اے عقل و خرد والے دانشمندو! تم سوچو تو سہی کہ مرزا صاحب کا زندہ رہنا اور مولوی ثناءاللہ کا مر جانا ایسی صورت میں کہ مباہلہ سے انکار ہو چکا ہے - اس طریق فیصلہ کو خلاف قرآن اور منہاج نبوت قرار دیا جا چکا ہے - اور جس فریق پر مرزا صاحب نے اس کو حجت قرار دینا - اس فریق کے لیئے پہلے ہی اس طریق فیصلہ کو ناقابل تسلیم بتا کر کہدیا تھا - کہ کوئی دانا اس کو منظور نہیں

کر سکتا۔ تو پھر امرتسری فاضل کا بغیر مباہلہ کیئے ہی طاعونی موت سے مر جانا اور مرزا صاحب کا زندہ رہنا کسی بنا ء پر حجت ہو سکتا تھا۔ اس لیئے اس احکم الحاکمین علیم و بصیر خدا نے اس طریق پر فیصلہ فرمایا۔ جو دونوں (مدعی اور مدعا علیہ) کا بلا رد و انکار تسلیم کردہ تھا۔ کیونکہ مرزا صاحب کے طریق فیصلہ کو تو مدعا علیہ امرتسری نامنظور کر کے یہ لکھ چکا تھا۔ کہ "یہ دُعا تمہاری کسی صورت میں بھی فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی" اور امرتسری نے جو قرآنی آیات اور حدیثی حوالہ جات اور قصوری و علیگڑھی اور امریکن ڈوئی و مسیلمہ کذاب والی نظائر پیش کی تھیں۔ ان کی تردید نہ کرنے سے مرزا صاحب نے ظاہر کر دیا۔ کہ یہ سب معارضات پیشکردہ مدعا علیہ امرتسری کے بالکل مناسب حال ہیں۔ لہٰذا یہ طریق فیصلہ جو مدعا علیہ نے پیش کیا مسلمہ اور مقبولہ فریقین ہو گیا۔ اب اس کے موافق جو فیصلہ ہو۔ وہ تو واقعی فریقین کے لیئے حجت ہو سکتا ہے۔ مگر کسی ایک فریق کا مقبولہ تو کسی طرح بھی دوسرے فریق پر حجت نہیں ہوتا ہاں فریقین کو فیصلہ کے صادر ہونے سے پہلے پہلے تو ایک دوسرے پر جرح کر کے ہر ایک ثبوت کی تردید یا تصدیق اور ہر ایک دلیل سے انکار یا اقرار کا حق ہوتا ہے۔ لیکن بعد صدور فیصلہ کوئی عذر کسی فریق کا قابل سماعت نہیں ہوتا۔ یعنی فیصلہ صادر ہونیکے بعد نہ تو احمدی فریق کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ مدعا علیہ کے جس

جواب دعوٰی پر وہ خاموش رہ کر اپنی رضامندی کا اظہار کر چکا ہے۔ اس سے انکار کرے یا مدعا علیہ امرتسری جس طرز فیصلہ سے منکر ہے اسی طرح فیصلہ سے اس پر حجت قایم کرے اور نہ ہی فریق امرتسری کا حق ہے۔ کہ وُہ جس امر کا پہلے اقرار کر چکا ہے۔ اس کا انکار کرے۔ اور جس کا انکار کر چکا ہے اس کا بعد فیصلہ اقرار کرے۔ غرضیکہ فریقین کے بیانات و جوابات ثبوت و تردید قلمبند ہو چکنے کے بعد جو فیصلہ صادر ہو وُہ فریقین پر حجت ہوتا ہے۔ خصوصاً ایسا فیصلہ جو فریقین کے باہمی مقبولہ و مسلمہ طریق پر ہو وہ تو حقیقی اور الزامی دونوں طرز پر حجت ہوتا ہے۔ جس کی نہ نظر ثانی ہوسکتی ہے۔ نہ اپیل۔ اس لیئے عالم الغیب علیم و خبیر حاکم حقیقی نے ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء کو ایسا فیصلہ صادر کیا۔ جس میں فریقین کو انکار کی کوئی گنجایش ہی نہ رہی۔

ثناء اللہ کے اعتراض کا قلع قمع

یعنی حضرت مرزا صاحب کو وفات دیکر محمد صلعم کا نمونہ دکھا دیا اور مولوی ثناء اللہ کو زندہ رکھ کر مسیلمہ ثانی بنا دیا۔ بعد صدور فیصلہ اگر ثناء اللہ اب یہ عذر کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے تو یہ کہا تھا۔ کہ جو پہلے مرجائے وہ جھوٹا ہے اور وہ پہلے مرگئے۔ اسلیئے

وہ جھوٹے ہیں۔ تو احمدی فریق کا یہ جواب ہے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ دُعا، تو مباہلہ کے لیئے کی تھی۔ اگر تم اس کو منظور کر لیتے۔ تو یقیناً تم پہلے مرتے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے اعجاز احمدی صٓ۳۷ میں فرمایا تھا۔ کہ

"اگر منشاء اللہ اس پر مستعد ہوا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے تو یقیناً وہ پہلے مریگا"۔

تم نے اس دُعاء کو انکار کر کے لکھدیا۔ کہ "تمہاری یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی" اور یہ "تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے" لہذا مباہلہ نہ ہوا۔ تو یہ طریق فیصلہ ہی مسترد ہو گیا۔ تم نے چاہا تھا کہ زندہ رہ کر نشان دیکھوں۔ تم نے کہا تھا۔ کہ قرآن سے جھوٹے دغاباز۔ مفسد۔ کذاب کو لمبی عمر اور مہلت ملنے کا ثبوت ملتا ہے اور مرزا صاحب نے اس سے انکار نہیں کیا۔ جس سے یہ قانون مسلمہ فریقین ہو گیا۔ لہٰذا اسی قانون کے ماتحت تم کو مہلت مل گئی۔ اور تم دغاباز۔ مفسد و کذاب بن گئے۔ اب انکار بعد الاقرار مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔ جسکو بر کلہ خود باید زد

پس اب تمہارا اس طریق فیصلہ کو ہی جس کو مرزا صاحب نے پیش کیا تھا۔ فیصلہ ہو جانیکے بعد منظور کرنا صریح بے حیائی اور نادانی ہے۔ جبکہ فیصلہ کے۔ صادر ہونے سے قبل تم نے اس کا یہ لکھ کر انکار کیا تھا۔ کہ یہ طریق فیصلہ مجھے منظور

نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے ؎

تو اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

تمت

احمدی جماعت کا مذہب

ہوگئے ہم درد سے زیر و زبر
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر نالہ اِک جوش ہو
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہوگیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چپ رہے کب تک خداوند غیور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

ساری حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا
کچھ تو آخر چاہیئے خوفِ خدا

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں

اس قدر کین و تعصب بڑھ گیا
جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ بھی گیا

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا جو ہے میرا جوہر شناس — اک جہاں کو لا رکھا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

(مسیح موعود علیہ السلام)

جدید سلسلہ تبلیغی ٹریکٹ

قیمت	نام ٹریکٹ	قیمت	نام ٹریکٹ	قیمت	نام ٹریکٹ
٠ر	شیعہ مذہب	٠ر	آریہ سماج کا مذہب	٠ر	پچپن سوالات
٠ر	مشابہت مسیحین	٠ر	اصولی اختلافات	٠ر	پہاڑی وعظ
٠ر	اسلام کی برکات	٠ر	گوشت خوری	٠ر	البشارت
٠ر	حقیقی مذہب	٠ر	عیسائیوں کا خدا	٠ر	لائف اور مشن
٠ر	علامات مسیح موعود	٠ر	روحانی تعلیم	٠ر	وفات مسیح
٠ر	مسلمات ثنائی	٠ر	ختم نبوت	٠ر	ایک غلطی کا ازالہ
٠ر	چہل حدیث	٠ر	بابی مذہب	٠ر	سناتن دھرم
٠ر	تبلیغی تعلیم	٠ر	خطبہ جمعہ	٠ر	مسیح موعود اور بعثت ثانیہ

ملنے کا پتہ محمد یامین تاجر کتب قادیان

[illegible] جملہ ٹریکٹ فی سیکڑہ [illegible] عہ

ماموریں کی پہچان

(۱) اِن لوگوں کی مخالفت غیر معمولی طور پر ہوتی ہے۔ اِن کے معترضین وہی کہتے ہیں جو پہلے منکریں کہتے تھے۔ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

(۲) ایسے لوگ پہلی بزرگوں اور ماموریں کی تصدیق کرتے ہیں مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ پ۱

(۳) خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں یہ لوگ کسی سے خائف نہیں ہوتے وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ (پ ع)

(۴) یہ لوگ فساد عالم کے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ۲۱ ع)

(۵) اِن لوگوں کی پہلی زندگی پر کوئی شخص عیب نہیں لگا سکتا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (پ۱۱ ع)

(۶) نصرت الٰہی اِن لوگوں کے شامل حال ہوا کرتی ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (پ۲۸ ع)

(۷)۔ یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب اور فتح مند ہوتے ہیں وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (پ ع)

المشتہران
محمد یامین اینڈ سنز قادیان